بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آزر چچا تھا نہ کہ باپ ﴿والدین کریمین کے موحد ہونے کا ثبوت﴾

حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں قادری ازہری (بریلی شریف)

حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے آباء کرام سب موحد تھے ان میں کوئی کافر نہ تھا دیگر انبیاء کرام کے والدین کریمین بھی ماشاء اللہ مومن تھے اور نجاست کفر سے پاک تھے۔ کچھ دریدہ دہن گستاخ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کو آزر بتا کر کفر کی بنیاد بناتے ہیں' حالانکہ یہ بات تمام کتب معتبرہ سے ثابت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر نہ تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارخ تھا۔ ازر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا۔ مسالک الحنفا میں متعدد مقامات پر اس کی توضیح موجود ہے۔

لیس ازرا با ابراھیم. آزر ابراہیم علیہ السلام کا باپ نہ تھا۔

اسی میں ابن صریح سے بہ سند صحیح روایت ہے کہ ابن صریح نے فرمایا:

لیس ازر بابیہ انما ھو ابراھیم بن یترح او تارخ بن شاخ بن ناحور بن فالخ . یعنی مسدی سے کہا گیا ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر ہے' انہوں نے فرمایا بلکہ ان کے والد کا نام تارخ ہے۔

اسی میں مسدی سے بہ سند صحیح بطریق ابن ابی حاتم مروی ہوا: **ا نہ قیل لہ اسم ابی ابراھیم ازر فقال بل اسمہ تارخ.**

اور اسی مسلک کی توضیحات باعتبار لغت یوں ہے کہ لفظ کا اطلاق چچا پر شائع وذائع ہے اور اس کی نظیر قرآن کریم میں موجود ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ام کنتم شھدا اذ حضریعقوب الموت اذقال لبنیہ ما تعبدون من بعدی قالو نعبد الٰھک والہ اباءِ ک ابراھیم واسمعیل واسحاق .

آیت کریمہ میں اسماعیل علیہ السلام کو اب (باپ) فرمایا' وہ چچا ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی نے ایک حدیث سے ثابت فرمایا کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کا چچا ہی تھا جس کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعائے مغفرت فرمائی تھی' پھر جب آپ کو اس کا حال روشن ہوا تو آپ اس سے بیزار ہو گئے چنانچہ اسی مسالک الحنفاء میں ہے۔

ویرشحها ما اخرجه ابن المنذر فی تفسیره بسند صحیح عن سلیمان بن جود قال لمّا اراد وان یلقو ابراهیم فی النار جعلو ا یجمعون الحطب حتیٰ ان کانت العجود لیجمع الحطب فلما ان ارادو ان یلقوه فی النار قال حسبی الله ونعم الوکیل فلما القوه قال الله یا نار کونی بردا وسلاما علیٰ ابراهیم فقال عم ابراهیم من اجلی دفع عنه فارسل الله علیه من النار فوقعت علیٰ قدمه فی حرقته فقد صرّح فی هذا الاثر بعم ابراهیم وفیه فائدة اخریٰ وهو انه هلک فی ایام القاء ابراهیم فی النار وقد اخبر الله سبحنه فی القرآن بان ابراهیم ترک الاستغفار له لم مت بین له انه عدو لله ووردت الاثار بن ذلک تبین له لما مات مشرکا وانه لم یستغفر له لوالدیه وذالک بعد ملال عمه بمدة طویلة فیستبط من هذا ان الذکر فی القرآن بالکفر والتبری من الاستغفار له هو عمه لا ابوه الحقیقی فالله الحمد علیٰ ما هذا .

خلاصہ عبارت یہ کہ اس قول کی تائید اس حدیث (اثر) سے ہوتی ہے جو ابن المنذر نے بہ سند صحیح سلیمان ابن صرد سے روایت کیا کہ انہوں فرمایا: جب کافروں نے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا ارادہ کیا تو لکڑیاں جمع کرنے لگے یہاں تک کہ بوڑھی عورت بھی لکڑی اکٹھا کرتی تو جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنا چاہا آپ نے حسبنا اللہ ونعم الوکیل فرمایا' یعنی مجھے اللہ کافی ہے اور وہ بہتر کارساز پھر جب آپ کو آگ میں ڈال دیا تو اللہ نے حکم دیا کہ آگ! ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی ہو جا تو آپ کا چچا بولا کہ ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے میری وجہ سے بچالیا تو اللہ تعالیٰ نے آگ کا ایک شرارہ بھیجا جو اس کے پیر پر پڑا تو اسے جلا ڈالا تو اس اثر میں ابراہیم علیہ السلام کے چچا کی صراحت آئی اور اس میں ایک دوسرا فائدہ ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ کا چچا اس زمانہ ہلاک ہوا جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا تھا اور قرآن عظیم نے بتایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کے لیے دعائے مغفرت ترک فرمادی تھی' جب انہیں اس کا دشمن خدا ہونا متحقق ہوا اور رواتیوں میں آیا ہے کہ اس کا یہ حال ان کو اس وقت کھلا جب وہ مشرک مرا اور انہوں نے اس کے لیے اس کے بعد دعائے مغفرت نہ کی اور اپنے چچا کی وفات کے طویل عرصہ کے بعد انہوں نے اپنے والدین کے لیے دعائے مغفرت کی۔

تو یہاں سے ظاہر ہوا کہ قرآن میں جس کے کفر اور اس کے لیے دعائے مغفرت سے تبری کا ذکر آیا وہ ابراہیم علیہ السلام

کا چچا تھا' ان کے پدر حقیقی نہ تھے۔ رہے مفردات کی عبارت تو وہ قیل سے شروع ہے اور قیل سے قول ضعیف کو تعبیر کرتے ہیں اور کبھی مجرد قول کی شکایت مقصود ہوتی ہے' مگر غالباً ضعف کی طرف اشارہ کرنے کے لیے مستعمل ہوتا ہے تو باعتبار غالب امام راغب کے نزدیک بھی یہ قول ضعیف معلوم ہوتا ہے اور علی الاقل احتمال ہے اور محتمل کو مستدل بنانا صحیح نہیں اور ابن کثیر کی عبارت جو یہاں تحریر ہوئی اس تفسیر ابن کثیر میں اس سے پہلے یوں تحریر فرمایا:

قال الضحاک عن ابن عباس ان ابا ابراهیم لم یکن اسمه ازر وانما کا ن اسمه تارخ رواه ابن ابی حاتم وقال ایضاً حدثنا احمد بن عمر ابن ابی عاصم النبیل حدثنا ابی عاصم شبیب حدثنا عکرمه عن عباس فی قوله (واذقال ابراهیم لابیه ازر) یعنی بازر الضم وابوابراهیم اسمه تارخ وامه اسمهما شانی وامراته اسمهمامعمارة وام اسمعیل سمها هاجر وهی امراة ابراهیم وهکذا قال غیر واحد من علماء النسب ان اسمه تارخ.

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ آزر کی تفسیر میں ضحاک نے ابن عباس سے روایت کیا انہوں نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر نہ تھا' بلکہ تارخ تھا اور ضحاک ہی نے اپنی سند سے حضرت ابن عباس سے آزر کی تفسیر میں رویت کیا کہ انہوں نے فرمایا: آزر صنم کا نام ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارخ اور ماں کا نام شانی اور بیوی کا نام سارہ اور آپ کی کنیز ام اسماعیل کا نام ہاجر ہے اور اسی طرح بہت سے علماء نسب کا قول ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارخ ہے تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اکثر علماء کے مقابل تنہا ابن جریر علیہ الرحمہ یا ابن کثیر کا قول کیونکر لائق تسلیم ہے اور اتقان کی عبارت کا جواب خود تصریحات امام سیوطی سے ہوگیا۔

پھر خود اسی اتقان میں ہے:

والوالدی اسم ابیه تارخ وقیل ازر وقیل بازر واسم امه ثانی وقیل نوفا قیل لیوثاً .

یعنی ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارخ تھا اور کہا گیا کہ آزر اور کہا گیا کہ یازر اور ماں کا نام ثانی اور کہا گیا گیا لیوثا تھا۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ علامہ امام سیوطی کے نزدیک راجح اور معتمد یہی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام تارخ تھا' اسی لیے اسے مقدم کیا اور آزر کو قیل جو مشعر ضعف سے تعبیر کیا' یہاں سے ظاہر کہ اتقان کی وہ عبارت جو اس

تصریح کے خلف ہے ناسخ کی طرف سے زلت قلم یا سہو ونسیان کا نتیجہ ہے۔

زید کے حوالوں کا جواب ہمارے اس فتوے سے ظاہر ہوگیا اور زید اگر دانستہ معاند نہیں نہ مرض قلب کا شکار تو اسے گمراہ کہنا صحیح نہیں' البتہ اتباع جمہور محققین کا ضرور تارک اور خاطی ہے اور اس کے قول سے حضرت ابراھیم علیہ السلام کے والد کی طرف کفر کی نسبت لازم آتی ہے اور حضرت ابراھیم علیہ السلام حضور (ﷺ) کے آباء کرام میں ہیں تو یہ بات حضور علیہ السلام کے لیے باعث اذیت ہے اور ان کی اذیت عذاب الیم کی موجب ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ الایہ. اسی لیے علماء نے انبیائے کرام میں سے کسی ایک کی نسبت یہ کہنے کی ممانعت فرمائی کہ وہ جہنم میں ہیں۔

اسی مسالک الحنفا میں ہے:

قال السھیلی فی الروض الانف فی بعد ایراد ہ حدیث مسلم ولیس لنا نحن ان نقول ذلک فی ابویہ (ﷺ)لقولہ لاتوذو الاحیا ء یسبب الاموات وقال تعالیٰ (ان الذین یتوذون اللہ ورسولہ)الایۃ وسئل القاضی ابوبکر بن عبد العزمی احدائمۃ المالکیۃ عن رجل قال ان اباء النبی (ﷺ) فی النار فاجاب بان من قال ذلک فھو ملعون لقولہ تعالیٰ (ان الذین یتوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا ولاخرۃ) وقال ولا اذیٰ اعظم من ان یقال عن ان ائمۃ انہ فی النار . الخ.

لہذا اس بات سے احتراز ضروری ہے جو حضور علیہ السلام کے لیے اذیت کا سبب ہو۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے آباء کرام کا حال معلوم ہوا اور وہ یہ کہ وہ سب کے سب موحد تھے' ماشاءاللہ ان میں کوئی کافر نہ تھا اور دیگر انبیاء کرام کے والدین کے متعلق تصریح نظر سے نہ گزری اور ان کے مقام رفیع کے شایاں یہی ہے کہ ان کا نسب کفر سے پاک ہو' چنانچہ علامہ ابوالحسن ماوردی سے امام سیوطی نقل۔

لما کان انبیا ء اللہ صفوۃ عبارۃ وخیر خلقہ لما کلفھم من القیام بحقہ والارشاد ستخلفہ استخلفھم من اکرام العناصر واحتباھم بمحکم الواخر فلم یکن لنسبھم من قدح ولمنصبھم من جرح. الخ .

اس عبارت سے مستفاد ہوتا ہے کہ دیگر انبیاء کرام کا نسب بھی نجاست کفر سے پاک ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم